نظرات

۳۰/اکتوبر ۱۹۹۰ء کو فرقہ پرست تنظیموں کے مشترکہ منصوبوں کے تحت ایودھیا میں بابری مسجد کی جگہ رام جنم بھومی مندر تعمیر کرنے کے لئے جس طرح کا گندہ کھیل کھیلا گیا وہ ہندوستان کی تاریخ میں سیاہ باب کے اضافہ کا باعث ہوا ہے، اسکے علاوہ سیکولرزم، انصاف، قانون اور انتظامیہ کے ماتھے پر بدنما داغ بکھیر گیا۔ صوبائی اور مرکزی حکومت کی بھی تمام کوششیں بابری مسجد کے ۴۶۰ سالہ گنبدوں اور دیوہیکل دیواروں کے مضبوط پلاستر کو قانون انسانیت کے تمام اصولوں وضوابط کی سرعام مٹی پلید کرتے ہوئے فرقہ پرستوں کی شورش وریشہ دوانیوں کی زد سے نہ روک سکی۔

مقام شکر ہے کہ دنیاوی وانسانی تدبیروں کی ناکامی کے آگے اللہ تبارک تعالیٰ کی مہربانی وقوت بالآخر اپنے گھر کی حفاظت وپاکیزگی کی برقراری کے لئے آڑے آگئی اور فرقہ پرست اپنے ناپاک منصوبوں میں ناکام ہوئے اور وہ مسجد کا معمولی توڑ پھوڑ سے زیادہ کچھ نہ بگاڑ سکے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت شامل حال نہ ہوتی تو نہ معلوم کیا ہوجاتا۔ اس کا تصور کرکے ہی رواں رواں کانپ اٹھتا ہے۔ فرقہ پرستوں کے ناپاک منصوبوں کی کامیابی کا انجام یہ ہوتا کہ ملک میں اتحاد واتفاق نام کی کسی چیز کا وجود باقی نہ رہتا اور اس میں رہنے والے باشندے نفرت وآگ کی بھٹی میں نہ معلوم کب تک سلگتے رہتے۔

دراصل فرقہ پرستوں نے ایک ایسے وقت میں جبکہ ملک پہلے ہی دشوار کن مرحلہ میں سے گذر رہا ہے ہندستانی انسان کو مجبور کیا ہے جس سے غریب عوام کی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں میں اخلاقی قدریں زوال پذیر ہو چکی ہیں، ملک میں فرقہ پرستی کا جو زہر پھیلا گیا ہے اور رام رتھ یاترا کے ذریعہ شمالی ہند میں غنڈہ عناصر اور مذہبی جذبات کو بھڑکا کر سادہ لوح عوام کی اکثریت کے ساتھ برہنہ تلواروں، بلموں تیر کمانوں کی نمائش کی گئی ہے اس میں بھی غیر ملکی اسلام دشمن سازشوں کی بو آرہی ہے۔ ہماری اس بات کی تصدیق بڑی طاقتوں کی شہ پر غیر قانونی طور پر وجود میں آئے اسرائیل کی اس تازہ مذموم حرکت سے باآسانی ہو جاتی ہے۔ وہ یہودیوں کی ایک انتہا پسند جماعت کے ذریعہ اسرائیلی فرقہ پرستوں نے بالکل مشابہ قانون دنیا انسانیت اور اصولوں کی دھجیاں اڑاتے ہوئے یروشلم میں قبلۂ اول مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد رکھنے کی ناکام سازش ہے۔ وہ تو کہیئے کہ فلسطین کے بیدار عوام کو اس کا فوری علم ہو گیا اور انہوں نے باوجود نہتے ہونے کے صرف غیرت ایمانی کی طاقت کے بل بوتے پر اسرائیل کی اس کارروائی کی سخت ترین مزاحمت کی جس کے نتیجہ میں اسرائیلی فوجیوں کی گولیوں سے ۲۲ معصوم فلسطینی شہید ہو گئے۔ اسرائیل بھی قانون کی بات سننے کو تیار نہیں ہے۔

یو این او چیخ چیخ کر اسرائیلی کارروائی کی مذمت میں پیش پیش ہے مگر اسرائیل پر اس کی جوں تک نہیں رینگی۔ بالکل اسی طرح ہندوستان کے فرقہ پرست عناصر (واضح ہو کہ بھارت کے یہ فرقہ پرست ناجائز طور پر وجود میں آئے اسرائیل کے وکیل رہے ہیں اور ہندوستان کے آئین وسیکولرزم کے مغائر اسرائیل سے رشتہ دوستی استوار کرنے کے لئے ہمیشہ ہی سے بیتابی کا مظاہرہ کر رہے ہیں) بھی

قانون، انصاف، عدلیہ، شرافت و انسانیت سب کی دھجیاں اڑاتے ہوئے بڑی ہی بے شرمی، ضد اور ڈھٹائی کے ساتھ بابری مسجد کو منہدم کر کے اس کی جگہ رام جنم بھومی مندر تعمیر کرنے کے خطرناک منصوبوں کو بروئے کار لانے میں جٹے ہوئے ہیں اور اپنے اس مقصد کی برآوری کے لئے وہ ہر طرح کے تشدد اور خون کی ندیاں بہانے تک کی باتیں سرِعام کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ان تمام دھمکیوں کے آگے ملک کا سیکولرزم پر مبنی آئین بالکل بے بس بنا ہوا ہے۔ یہ بات یقیناً غور طلب ہے، اور کیا ہم یہ سوچ کر خاموشی اختیار کر لیں کہ مستقبل کے مورخ کو اس کا حل تلاش کرنا ہے کہ ہندوستان کا سیکولرزم صرف ایک نمائش سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا تھا؟ اور چھوٹے بڑے سب رہنما صرف کاغذی مساوات اور اتحاد اور اقلیتوں و کمزور طبقات کی فلاح کی بات کرتے تھے؟ عمل اس کے برعکس تھا؟ اور ان کی اس کمزوری نے پولس اور انتظامیہ تک کو فرقہ پرستوں کی کٹھ پتلی بنا دیا تھا؟ یا پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایک قوم سے نو سو سال کی باتوں کا بدلہ لینے کی خواہش کہیں نہ کہیں چھپی ہوئی ہو؟ اور اس کے ایک ہی دماغ نے آزاد ہندوستان کی سیاست چلانے کا پلان تیار کیا ہے جس کے تحت نت نئی جماعتیں وجود میں آئیں۔ کسی نے نرمی کا رخ اختیار کیا، کسی نے سوشلزم کا راگ الاپا اور کسی نے انتہا پسندی کی چال چلی، کوئی کمیونسٹ بنا، کوئی کانگریسی لباس سے مزین ہوا اور کسی نے ہندو مہا سبھا راشٹریہ سویم سیوک سنگھ اور بھارتیہ جنتا پارٹی کا لباس زیب تن کر کے اپنے کو متعارف کرایا۔ مستقبل کے مورخ کو ان جماعتوں کے طریقۂ کار میں تو یقیناً اختلاف نظر آئے گا۔ مگر اندرونی نصب العین و مقصد میں تفاوت شاید اسے بالکل نہ دکھائی دے۔ لیکن ہمیں اس سے کیا واسطہ۔ مستقبل کا مورخ جانے وہ کیا سمجھے، کیا سوچے اور کیا نتیجہ اخذ کرے یہ اس کا کام ہے۔ ہم تاریخ داں نہیں۔ جو

سوچ کے معاملوں میں دخل اندازی کا کام کریں۔ لیکن ہم ملک کے مستقبل کیلئے پریشان ہیں۔ کیونکہ ہمارے اسلاف نے اس کے لئے اپنی جانیں قربان کی ہیں اسکی آزادی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کیا ہے یہ سب اسی لئے تو کہ آزاد ہندوستان میں ہمیں امن وسکون میسر ہوگا ہماری عزت محفوظ ہوگی ہمارا مذہب پھلے پھولے گا۔ ہماری تہذیب پروان چڑھے گی۔ مگر آج اس کا الٹا دیکھ کر ہمارے اسلاف کی روحیں بلبلا رہی ہوں گی۔ لیکن اس کے باوجود پھر بھی ہم ملت کی خیرخواہی میں یہی بات کہنا چاہینگے کہ ابھی ہوش کا دامن نہ چھوڑیں جذبات کسی کا ساتھ نہیں دیتے ہیں۔ بے شک آج کے لئے جوش و ہوش دونوں کی ضرورت ہے اور ان دونوں میں سے کسی بھی ایک چیز کا ساتھ چھوٹ گیا تو بقول شاعر

لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی۔

بابری مسجد کو گرا کر اس کی جگہ رام مندر تعمیر کرنے کی ضد وہٹ پر ڈٹے ہوئے بھارتیہ جنتا پارٹی اور دیگر ہندو تنظیموں نے پارلیمنٹ میں اپنی ۸۹ نشستوں کی بدولت جنتادل کی حکومت سے حمایت واپس لیکر اسکے ذریعہ وزیراعظم راجہ وشوا ناتھ پرتاب سنگھ کو اصولوں و قوانین و ضوابطوں کی حفاظت و پاسداری کے پاداش میں مستعفی ہونے پر مجبور کردیا۔ پارلیمنٹ میں طاقت آزمائی مرحلے میں کمیونسٹوں کو چھوڑ کر ساری پارٹیوں بشمول سیکولرزم کی بظاہر علمبردار کانگریس نے بی۔ جے۔ پی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے حکومت کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ پاس کردیا۔ اسے ہم فرقہ پرستوں کی طاقت میں آزاد ہندوستان کی تاریخ میں زبردست اضافہ ہی کہیں گے۔ قانون و انصاف کی کھلم کھلا مخالفت کرنے والی انتہا پسند تنظیم جب اس قابل ہوگئی ہے کہ وہ گاندھی و نہرو کے سیکولرزم کے